قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعرات 15 جولائی 2021ء | 04 ذوالحج 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:167

فرمانِ رسول ﷺ

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

(صحیح بخاری۔کتاب الانبیاء،باب نزول عیسیٰ بن مریم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری حالت کیسی نازک ہوگی جب ابن مریم (یعنی مثیلِ مسیح) تم میں مبعوث ہوگا جو تمہارا امام اور تم میں سے ہوگا۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

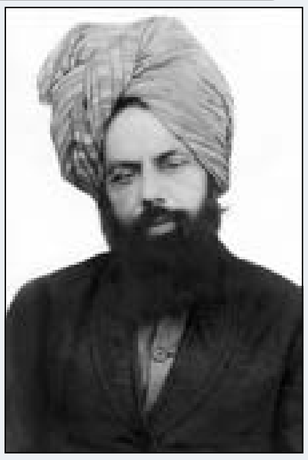

مسئلہ بروز کی حقیقت

محی الدین ابن العربی صاحب اپنی ایک کتاب میں جو ان کی آخری کتاب ہے لکھتے ہیں کہ عیسیٰ تو آئیگا مگر بروزی طور پر یعنی کوئی اور شخص اس امت کا عیسیٰ کی صفت پر آجائیگا۔صوفیوں کا یہ مقرر شدہ مسئلہ ہے کہ بعض کاملین اسی طرح پر دوبارہ دنیا میں آجاتے ہیں کہ ان کی روحانیت کسی اور پر تجلّی کرتی ہے اور اس وجہ سے وہ دوسرا شخص گویا پہلا شخص ہی ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی ایسا ہی اصول ہے اور ایسے آدمی کا نام وہ اوتار رکھتے ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 291)

بعض وقت بعض گزشتہ صلحاء کی کوئی ہم شکل روح جو نہایت اتحاد ان سے رکھتی ہے دنیا میں آجاتی ہے اور اس روح کو اس روح سے صرف مناسبت ہی نہیں ہوتی بلکہ اس سے مستفیض بھی ہوتی ہے اور اس کا دنیا میں آنا بعینہٖ اس روح کا دنیا میں آنا شمار کیا جاتا ہے۔ اسکو متصوفین کی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں۔

(ست بچن، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 182)

عیسائیوں میں بعض فرقے اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی الیاس نبی کی طرح بروزی طور پر ہے۔یعنی یہ عقیدہ بالکل غلط ہے کہ مسیح زندہ آسمان پر بیٹھا ہے بلکہ درحقیقت وہ فوت ہو چکا ہے۔ اور یہ جو وعدہ ہے کہ آخری زمانہ میں مسیح دوبارہ آئیگا اس آمد ثانی سے مراد ایک ایسے آدمی کا آنا ہے کہ جو عیسیٰ مسیح کی خو اور خلق پر ہو گا نہ یہ کہ عیسیٰ خود آجائیگا۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 342)

ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱﴾

(الفتح:11)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ہے جو اُن کے ہاتھ پر ہے۔ پس جو کوئی عہد توڑے تو وہ اپنے ہی مفاد کے خلاف عہد توڑتا ہے اور جو اُس عہد کو پورا کرے جو اُس نے اللہ سے باندھا تو یقیناً وہ اسے بہت بڑا اجر عطا کرے گا۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب لکھتے ہیں۔ 17/اگست 1899ء کو انہوں نے تحریر کیا کہ ’’چند روز ہوئے بریلی سے ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ وہی مسیح موعود ہیں جس کی نسبت رسول خدا (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے احادیث میں خبر دی ہے؟ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر آپ اس کا جواب لکھیں۔ (مولوی عبدالکریم صاحب خطوں کا جواب دیا کرتے تھے، کہتے ہیں کہ) مَیں نے معمولاً رسالہ ’’تریاق القلوب‘‘ سے دو ایک ایسے فقرے جو اس کا کافی جواب ہو سکتے تھے لکھ دیئے۔ وہ شخص اس پر قانع نہ ہوا‘‘ (تسلی نہیں ہوئی) ’’اور پھر مجھے مخاطب کر کے لکھا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب خود اپنے قلم سے قسمیہ لکھیں کہ آیا وہ وہی مسیح موعود ہیں جس کا ذکر احادیث اور قرآن شریف میں ہے؟۔ میں نے شام کی نماز کے بعد دوات قلم اور کاغذ حضرت کے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے) آگے رکھ دیا اور عرض کیا کہ ایک شخص ایسا لکھتا ہے۔ حضرت (صاحب) نے فوراً کاغذ ہاتھ میں لیا اور یہ چند سطریں لکھ دیں۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا کہ:

’’میں نے پہلے بھی اِس اقرار مفصّل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اِس پرچہ میں اُس خدا تعالیٰ کی قَسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ مَیں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن احادیث صحیحہ میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا۔ الراقم مرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ والّد 17/اگست 1899ء‘‘۔

بقیہ صفحہ 6 پر

اس شمارہ میں

- اُٹھی تھی وہ صدا جو قادیاں سے (منظوم)
- علمی، اخلاقی اور روحانی مائدہ کی تیاری
- سورتوں کا تعارف
- تعارف صحابہ کرامؓ

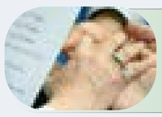

دربارِ خلافت

عہدیداران کی ذمہ داریاں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس ہر سطح کے عہدے داروں کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کے حق صحیح طور پر ادا کرنے کی کوشش کریں۔ ہر عہدیدار کا رَکھ رکھاؤ، بول چال، عبادت کے معیار دوسروں سے مختلف ہونے چاہئیں، ایک فرق ہونا چاہئے۔ لجنہ کی عہدیدار ہیں تو اُنہیں مثلاً قرآنی حکم میں ایک پردہ ہے اُس کا خیال رکھنا ہوگا ورنہ وہ اپنی امانت کا حق ادا نہیں کر رہی ہوں گی۔ باقی احکام تو ہیں ہی، لیکن مَردوں سے زیادہ عورتوں کو ایک زائد حکم پردے کا بھی ہے۔ ناروے کے بارے میں پردے کی شکایات وقتاً فوقتاً آتی رہتی ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک وقت میں بڑی سخت تنبیہ کی تھی۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بھی سمجھاتے رہے۔ لیکن آپ جو عہدیداران ہیں اگر اب بھی آپ کے پردے کے معیار نہیں ہیں، عورتوں مردوں میں میل جول آزادانہ ہے، ایک دوسرے کے گھروں میں بغیر پردے کے آزادانہ آنا جانا ہے اور مجلسیں جمانا ہے جبکہ کوئی رشتے داری وغیرہ بھی نہیں ہے، صرف یہ کہہ دیا کہ فلاں میرا بھائی ہے اور فلاں میرا منہ بولا چچا یا ماموں ہے اور اس لئے حجاب کی ضرورت نہیں یا اور اسی طرح کے رشتے جوڑ لئے تو قرآن اس کی نفی کرتا ہے اور ایک مومنہ کو تاکیدی حکم دیتا ہے کہ تمہارے پر پردہ اور حجاب فرض ہے۔ حیا کا اظہار تمہاری شان ہے۔ اگر لجنہ کی ہر سطح کی عہدیدار خواہ وہ حلقہ کی ہوں، شہر کی ہوں یا ملک کی ہوں، اگر عہدیدار اپنے پردے ٹھیک کر لیں اور اپنے رویے اسلامی تعلیم کے مطابق کر لیں تو ایک اچھا خاصہ طبقہ باقیوں کے لئے بھی، اپنے بچوں کے لئے بھی اور اپنے ماحول کے لئے بھی نمونہ بن جائے گا۔ ایک لجنہ کی عہدیدار کا امانت کا حق تبھی ادا ہوگا جب وہ اَور باتوں کے ساتھ ساتھ اپنے پردہ کا حق بھی ادا کر رہی ہوگی۔ مجھے بعض کے پردہ کا حال تو ملاقات کے دوران پتہ چل جاتا ہے جب اُن کی نقابیں دیکھ کر یہ ظاہر ہو رہا ہوتا ہے کہ بڑے عرصے کے بعد یہ نقاب باہر آئی ہے جس کو پہننے میں دقت پیدا ہو رہی ہے۔ پس عہدے دار بھی اور ایک عام احمدی عورت کا بھی یہ فرض ہے کہ اپنی امانتوں کا حق ادا کریں۔ آج کل اپنے زعم میں بعض ماڈرن سوچ رکھنے والے کہہ دیتے ہیں کہ پردے کی اب ضرورت نہیں ہے یا حجاب کی اب ضرورت نہیں ہے اور یہ پرانا حکم ہے۔ لیکن میں واضح کر دوں کہ قرآنِ کریم کا کوئی حکم بھی پرانا نہیں ہے اور نہ کسی مخصوص زمانے اور مخصوص لوگوں کے لئے تھا۔ احمدی مرد اور عورتیں خلافت سے وابستگی کا اظہار بڑے شوق سے کرتے ہیں، جہاں اللہ تعالیٰ نے خلافت جاری رہنے کا قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا ہے وہاں عبادتوں اور اعمالِ صالحہ سے اس کو مشروط بھی کیا ہے۔سورۃ نور میں جہاں یہ آیت ہے اس سے دو آیات پہلے یہ بیان فرمایا ہے کہ یہ دعویٰ نہ کرو کہ ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے بلکہ فرمایا طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ کا اظہار کرو۔ ایسی اطاعت کرو جو عام اطاعت ہے۔ ہر اُس معاملے میں اطاعت کرو جو قرآن اور رسول کے حکم کے مطابق تمہیں کہا جائے۔ اُس پر عمل کرو اور اس کے مطابق اطاعت کرو۔ قرآن اور رسول کا حکم جب پیش کیا جائے تو فوراً مانو۔ اس بارے میں مَیں بہت مرتبہ کھل کر بتا بھی چکا ہوں۔ پس جہاں مردوں کے ساتھ عورتیں اپنے عبادتوں کے معیار بلند کریں، اپنے ایمان میں ترقی کی کوشش کریں وہاں وہ خاص حکم جو عورتوں کو ہیں اُن پر بھی عمل کرنے کی کوشش کریں۔ یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ پردے کے بارہ میں اپنے آپ کو ڈھانکنے کا حکم گو عورت کو ہے لیکن اپنی نظریں نیچی رکھنے کا اور زیادہ بے تکلفی سے بچنے کا حکم مرد اور عورت دونوں کو ہے۔ بلکہ اپنی نظریں نیچی رکھنے کا حکم پہلے مَردوں کو ہے پھر عورتوں کو ہے تا کہ مَرد بے حجابی سے نظریں نہ ڈالتے پھریں۔ پھر امانتوں میں ووٹ کے حق کا صحیح استعمال ہے، جہاں بھی استعمال ہونا ہو۔ پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے عہدِ بیعت کا حق ادا کرنا ہے، اس کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا واضح فرمایا ہے کہ جس کے سپرد جو بھی امانتیں ہیں تم اُس کے لئے پوچھے جاؤ گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال میں تکبر سے بچنے اور عاجزی اختیار کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ ہمارے ہاں اکثر مسائل اور جھگڑے تفاخر اور تکبر سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر انسان اپنی حیثیت پر غور کرتا رہے تو ہمیشہ عاجزی کا اظہار ہو اور اس کے جائزے سب سے زیادہ انسان خود لے سکتا ہے۔ دوسرے کے کہنے پر تو بعض دفعہ غصہ بھی آ جاتا ہے چِڑ بھی جاتا ہے لیکن خود اپنا جائزہ لینے کی عادت ڈالیں تو یہ سب سے بہترین طریقہ ہے۔ ایمانداری سے قرآنی احکامات کو سامنے رکھتے ہوئے جائزے لیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف ہو اور یقیناً ہر احمدی میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے، صرف ضمیر کو جھنجھوڑنے کی ضرورت ہے تو یہ جائزے بڑی آسانی سے لئے جا

بقیہ صفحہ 7 پر

اُٹھی تھی وہ صدا جو قادیان سے

اُٹھی تھی وہ صدا جو قادیان سے
ندائے غیب تھی وہ آسمان سے
کہا، مثیل ہوں مسیح کا مگر
جڑا ہوں مصطفیٰ کے آشیان سے
دیں منکرینِ مہدی و مسیح کو
شہادتیں حدیث اور قُران سے
قلم میں اُس کے سحر تھا چھپا ہوا
تو بولتا خدا کی تھا زبان سے
صلیب اُس نے کسر کی تو دشمناں بھی
اعتراف کر اُٹھے لسان سے
جہاد بالقلم کا وہ امام تھا
قلم مگر تھا تیز تر سنان سے
بتائیے، عدو کدھر کہاں گئے
میں پوچھتا ہوں اب یہ کُل جہان سے
ہُوا کبھی نہ فائز المرام وہ
جدا ہوا جو مہدیٔ زمان سے
وہ جس کے تم دمشق سے ہو منتظر
ظہور کر چکا ہے قادیان سے
اٹھو کہ آفتاب سر پہ آ گیا
ہے عرض اب مری یہ خفتگان سے
وہ آ چکا ہے کیا، خدا سے پوچھ لو
عجب ہے، پوچھتے ہو بندگان سے
جو ڈھونڈنے گیا، خدا ملا
اُسے امامِ وقت کے ہی آستان سے
خوشا نصیب، جنہوں نے اُس کو جان کر
قبول کر لیا ہے قلب و جان سے
خدا کے فضل سے ہی اُس کو پاؤ گے
ملے نہ محض، معرفت گیان سے
میں کیا کروں بیاں جو اُس کی شان ہے
ہے ارفع اُس کی شان اِس بیان سے
میں اُس کے اِک غلام کا غلام ہوں
یہ سب سخن مرا اُسی کی دان سے

محمد مصباح الدین محمود

اداریہ

الفضل آن لائن کے لیے علمی، روحانی اور اخلاقی مائدہ کی تیاری

مائدہ خواہ مادی ہو یا روحانی اس کی تیاری کے لئے سب سے پہلے اسکیمیں بنتی ہیں۔ پروگرامز بنائے جاتے ہیں۔ مینیو (menu) تیار ہوتے ہیں۔ مینیو میں درج اشیاء کے حصول کے لئے کوششیں ہوتی ہیں۔ ان اشیاء کے حصول کے بعد طویل تیاری اور محنت کے ساتھ ایک لذیذ مائدہ تیار ہوتا ہے جو تناول کے لئے دسترخوان پر چنا جاتا ہے۔ اسی لئے ''مائد'' اس شخص کو کہتے ہیں جو مختلف جگہوں سے اپنی ضرورت کے لئے غلّہ یا اشیاء خرید کر لاتا ہے۔

ہم گھروں میں روزانہ ہی دیکھتے اور یہ آواز سنتے ہیں کہ آج کیا ترکاری بنائی جائے۔؟ بعض سگھڑ ماؤں نے اپنے بچوں کی ایسی تربیت کر رکھی ہوتی ہے کہ جو گھر میں تیار ہو وہ سب کھائیں۔بعض گھرانوں میں ہفتہ وار مینیو تیار کر کے کچن میں آویزاں کر رکھا ہوتا ہے کہ ہفتہ کے روز یہ پکے گا اور اتوار کو یہ اور علیٰ ہذا القیاس۔ خاکسار تین دہایاں قبل لاہور میں بطور مربی ضلع متعیّن تھا۔ اور اپنے بھائی مکرم مجید احمد بشیر صاحب کے ساتھ دونوں فیملیوں سمیت ہم اسلام آباد سیر سپاٹے پر گئے۔موٹر وے تو اس وقت نہ تھی ہم جی ٹی روڈ سے واپس آرہے تھے راستہ میں جہلم اپنے ایک برخوردار مکرم عبدالشکور کو ملنے کے لئے رُکے بُدھ کا دن تھا۔ دوپہر کے کھانے پر انہوں نے بہت ہی لذیذ کڑھی سے تواضع کی اور کہا کہ ہمارے ویکلی فوڈ پلان کے مطابق ہر بُدھ کو کڑھی بنتی ہے جو خاکسار نے پیش کر دی ہے۔

سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور شیخوپورہ (جہاں بین الاقوامہ معیار چاول عام ہوتا ہے) میں جب تک رات کے وقت چاول نہ بنیں تو بچوں کو محسوس ہونے لگتا ہے کہ نہ معلوم چاول کھائے کتنا عرصہ ہوگیا ہے۔؟ ایک وقت تھا کہ جب کشائش نہ تھی تو ہر روز سبزی اور اجناس خریدا جاتا تھا حتیٰ کہ گوشت بھی روزانہ کی بنیاد پر خرید کیا جاتا تھا۔ مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھروں میں کشائش ہے تو ہفتہ وار گراسری خرید لی جاتی ہے۔ گوشت اور سبزی وغیرہ بھی ہفتہ کے لگ بھگ خرید کر فرج یا ریفریجریٹر میں رکھ دی جاتی ہیں جس سے وقت کی بہت بچت ہوتی ہے۔

مادی مائدہ کی بات ہو رہی ہے تو شادی بیاہ کے موقع پر جو کھانا بطور مائدہ تیار ہوتا ہے۔ اس کی خریداری بھی ایک بہت بڑا کام ہوتا ہے۔ کُک (کھانا بنانے والا) وغیرہ ایک طویل فہرست تیار کر کے مہیا کرنے کو کہتے ہیں۔ اور پھر مختلف مصالحہ جات کی آمیزش سے ایک لذیذ اور خوش ذائقہ مائدہ تیار ہوتا ہے۔ جو مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

کچھ ایسی ہی تیاری بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر اخبار روزنامہ الفضل آن لائن لندن کی بطور مائدہ کے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی رہنمائی، دعاؤں اور سرپرستی میں کی جاتی ہے۔ دنیا بھر سے پیارے قارئین روحانی مائدہ کی تیاری کے لئے مختلف قسم کے مصالحے اور اجزاء مضامین، آرٹیکلز اور منظوم کلام کی صورت میں بھجواتے ہیں۔ جو ہمارے گودام میں جمع ہوتا جاتا ہے۔ اُدھر بعض اہم عناوین پر مضامین تیار کروانے کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔

مادی مائدہ کے لئے جس طرح ہفتہ وار خریداری کی جاتی ہے اِسی طرح ہماری ٹیم میں سے ایک دوست مکرم سعید الدین احمد صاحب خاکسار سے مشورہ کرتے ہوئے گودام سے مواد لے کر 6 دنوں کا روحانی food plan تجویز کرتے ہیں۔ دوسری طرف رضا کار مربیان کرام ہفتہ وار پہلے دو صفحے کا پلان مع منظوم کلام تیار کر رہے ہوتے ہیں۔ اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ قرآنی آیت، حدیث نبویؐ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ایک ہی موضوع پر ہو۔ پھر ہماری ٹیم میں موجود ایک حافظ قرآن مکرم حافظ سید مشہود احمد صاحب ہفتہ کے تمام شماروں میں موجود قرآنی آیات، احادیث اور عربی عبارات پر اعراب چیک کر کے درست کرتے اور ہفتہ وار شماروں میں موجود مواد میں قابل اعتراض مواد کی نشان دہی بھی کر دیتے ہیں۔ بعد ازاں یہ شمارہ، الفضل انٹرنیشنل کے ڈیزائنرز کے پاس بغرض ترتیب پانے اور مواد ان ڈیزائن میں تزئین وآرائش ہونے کے لئے جاتا ہے۔ وہاں سے اخباری شکل اختیار ہونے پر الفضل آن لائن کی آنریری ٹیم میں موجود مربیان بہت باریک بینی اور عرق ریزی سے پروف ریڈنگ کرتے ہیں اور ان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ پروف کی کوئی غلطی نہ رہ جائے۔ مادی مائدہ کے ساتھ اس روحانی مائدہ کی تشبیہ یوں دی جاسکتی ہے کہ اگر لذیذ کھانا کھاتے روڑھ (کنکر) نکل آئے تو کھانا بدمزہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی اچھی تحریر میں پروف کی غلطی نکل آئے تو تحریر کا مزہ کرکرا ہو جاتا ہے اور طبیعت پر بہت ناگوار گزرتا ہے۔ میرے ایک بہت ہی پیارے دوست مکرم ونگ کمانڈر (ر) زکریا داؤد صاحب نے مجھے فون کر کے بتایا کہ میری طبیعت بہت نقاد ثابت ہوئی ہے۔ میں روزانہ 100 صفحات کا مطالعہ کر لیتا ہوں۔جس میں الفضل آن لائن کے 8 صفحات بھی شامل ہیں۔ میں تنقید کی نگاہ سے دیکھتا اور پڑھتا ہوں مگر مجھے الفضل آن لائن میں کوئی غلطی نظر نہیں آتی۔ الحمد للہ۔ یہ کریڈٹ الفضل کی تمام ارکان ٹیم کو جاتا ہے جو اپنے قیمتی وقت سے کچھ لمحات نکال کر اس مائدہ میں حسن پیدا کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ ان میں مکرم راجہ برہان احمد صاحب، مکرم منصور احمد ضیاء صاحب، مکرم محمود احمد طلحہ صاحب اور مکرم طاہر محمود مبشر صاحب شامل ہیں۔ اعلانات اور ایڈیٹر کے نام ڈاک جو جمعرات اور پیر کو اخبار کی زینت بنتی ہے کو مکرم ضیاء اللہ احسان صاحب دیکھتے ہیں۔ اس پروف اور لحہ بہ لحہ بدلتی صورت حال کے ساتھ ساتھ خاکسار خود بھی سارے شمارے پر بغور آخری نظر دوڑاتا ہے۔مضامین کو پڑھتا ہے اور غلطیوں کی نشان دہی کر کے مناسب تصحیح کروا رہا ہوتا ہے۔ اخبار پر غلطیوں کی ہر جہت سے نشان دہی ہونے پر درستگی کے لئے ٹیکنیکل ٹیم کے پاس شمارہ دوبارہ جاتا ہے۔جس میں مکرم لقمان کشور صاحب اہم کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔غلطیاں لگنے کے بعد ایک بار نظر ثانی کے لئے شمارہ خاکسار کے پاس آجاتا ہے اور اگر کوئی غلطی لگنی رہ گئی ہو تو وہ لگوا کر شمارہ مکرم عبد الودود صاحب انچارج آئی ٹی کو ویب سائٹ پر اپلوڈ (upload) ہونے کے لئے جاتا ہے۔ جہاں شمارہ upload ہونے سے قبل ودود صاحب اپنے کولیگ مکرم منصور عطاء صاحب کے ساتھ مل کر شمارہ پر ڈیزائننگ اور لے آؤٹ سیٹنگ کے لحاظ سے نظر دوڑاتے اور پھر آخری بار چیک ہو کر upload ہوجاتا ہے۔ اور تاریخ مقررہ پر یوکے کے وقت کے مطابق رات بارہ بج کر ایک منٹ پر بطور مائدہ آسمان سے دنیا بھر کے مومنوں کے لئے نزول کر جاتا ہے جس سے کل عالم کے لاکھوں احمدی مرد و خواتین اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس روحانی، علمی اور اخلاقی مائدہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ایک دفعہ خاکسار نے ایک قاری، مضمون نگار اور شاعر مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ آف امریکہ کو الفضل کے لئے کسی کام کی یاد دہانی کروائی تو آنمحترمہ نے مجھے لکھا کہ گزشتہ دو تین روز سے مَیں اسی کام میں مصروف ہوں۔ الفضل آن لائن میری غذا ہے۔ اور غذا جزو بدن بن کر انسان کو تقویت دیتی ہے۔ یہی کیفیت ایک مومن اور الفضل کی ہے۔ اور الفضل کا بطور غذا استعمال ایک مومن کی روحانی تقویت کا باعث بنتی ہے۔جس کا اظہار اکثر و بیشتر قارئین کرام کی طرف سے feed back کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے۔ الغرض یہ لذیذ اور خوش ذائقہ مائدہ مکمل طور پر اول سے آخر تک رضا کارانہ کام کرنے والے کارکنان کے ذریعہ تیار ہوکر قارئین کی خدمت میں پیش ہوتا ہے۔ اسی پر بس نہیں۔ ادارہ الفضل نے گزشتہ دنوں ایک اعلان عام کے ذریعہ الفضل آن لائن کے لئے مضامین و آرٹیکلز کمپوز کرنے کے لئے رضا کارانہ خدمت بجالانے کی درخواست کی تو دنیا بھر سے بیسیوں مخلصین (جن میں خواتین بھی شامل ہیں) نے اپنے نام نہ صرف پیش کئے بلکہ وہ اس حد تک بے چین پائے گئے کہ الاول الاول کے طور پر اپنے آپ کو سب سے آگے رکھنے کے لئے ترجیح دینے کو کہا۔مثلاً مکرم محمد اظہر منگلا صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا نے مجھ سے کہا بلکہ عہد لیا کہ آپ جب بھی اور جو بھی لکھیں (زیادہ تر اداریے ہی ہوتے ہیں) ان کو کمپوز کروانے کے لئے سب سے پہلے مجھے ترجیح دیں گے۔ پھر انہی احباب میں سے ایک دوست کو جب خاکسار نے ملفوظات کی ایک جلد سے قریباً 9 اقتباسات کمپوز کرنے کے لئے درخواست کی تو انہوں نے 35 منٹ کے اندر اندر یہ تمام اقتباسات مائیکروسافٹ ورڈ کمپوز کر کے میں بھجوائے۔ انہی میں سے بے شمار خواتین باوجود گھر کے کام کاج کی وجہ سے مصروف الاوقات ہونے کے اولین فرصت میں تمام مواد کمپوز کر کے بھجوا دیتی ہیں۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ تَعَالیٰ خَیْراً۔

اللہ تعالیٰ تمام قارئین، مضمون نگار، شعراء، طوعی خدمت کرنے والے، الفضل ٹیم کے تمام کارکنان اور رضا کارانہ خدمات پیش کرنے والے دوست احباب نیز ٹیکنیکل ٹیم کے تعاون کرنے والے تمام ممبران کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔ چار خواتین جنہوں نے اپنے آپ کو مستقل طور پر آئی ٹی ٹیم سے وابستہ کر رکھا ہے اور سوشل میڈیا میں ٹویٹر اور انسٹاگرام کو آپریٹ کرتی ہیں۔ فیس بک بھی ان کے سپرد ہوگا۔ وہ بھی دعاؤں کی مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کا حامی و ناصر ہو۔ اور اعلیٰ جزاء سے نوازے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ اخبار الفضل کو بھی دن دونی رات چوگنی ترقیات سے نوازے اور ان طوعی خدمت کرنے والوں کی خدمات کو قبول کرتے ہوئے ان کے وفا کے پانی سے الفضل کو سیراب کرتا رہے۔ آمین

(ابو سعید)

مترجم: ابو سلطان

سورتوں کا تعارف

سورۃ الانشراح (94 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 9 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب ایڈیشن 2003ء)

وقت نزول اور سیاق و سباق

جیسا کہ یہ سورۃ اپنی سابقہ سورۃ (الضحیٰ) سے بہت زیادہ مربوط ہے اور اس کے مضامین کی تفصیل ہے تو یہ بھی لازماً مکی دور کی ہے اور ممکنہ طور پر نبوت کے دوسرے یا تیسرے سال کی ہے۔ جیسا کہ سابقہ سورۃ میں آپ ﷺ کے مشن کی غیر معمولی ترقیات کا ذکر ہے، موجودہ سورۃ میں چند ایسی غیر معمولی خصوصیات کا اشارہ دیا گیا ہے جو کسی بھی انسان کے اپنے مقصد کے حصول کو یقینی بنا دیتی ہیں اور ہر حق کے مبلغ کو لازم و ملزوم ہیں۔

(الف) اول تو اس کو اپنے دعویٰ کی سچائی پر یقین ہونا چاہیئے اور اس کے پاس اس کی تبلیغ کے لئے مناسب ذرائع کا ہونا ضروری ہے۔ (ب) اس کو لوگوں کی توجہ حاصل کرنی آنی چاہیئے۔ (ج) پھر الٰہی نصرت و تائید کا اس کے حق میں ہونا نظر آنا چاہیے۔ اس سورۃ میں آپ ﷺ کو ان تمام خصوصیات کا بھرپور حامل قرار دیا گیا ہے لہٰذا آپ ﷺ کا مشن ضرور کامیاب ہو کر رہنے والا ہے۔

سورۃ التّین (95 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 9 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ سورۃ نہایت ابتدائی مکی دور کی ہے۔ یہ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن زبیرؓ کی رائے ہے۔ نوڈلکے نے اس سورۃ کا نزول سورۃ البروج (سورۃ نمبر 85) کے بعد رکھا ہے۔ سابقہ سورۃ (الانشراح) میں عقل اور سمجھ کے معیار پر پورے اترنے والے ایسے دلائل دئے گئے تھے جو آپ ﷺ کے دعویٰ کی سچائی کی تائید میں ہیں کہ آپ ﷺ چونکہ ان سب خصوصیات کے حامل ہیں جو ایک انسان کے مشن کی کامیابی کے لئے لازم و ملزوم ہیں لہٰذا آپ ﷺ کا مشن لازماً کامیاب ہوگا اور ایک شاندار مستقبل آپ ﷺ کے مشن کے انتظار میں ہے۔ موجودہ سورۃ میں سابقہ انبیاء کی مثالیں دے کر آپ ﷺ کے حالات اور ان کے حالات کی مشابہت دکھائی گئی ہے کہ ان کی طرح آپ ﷺ بھی کامیاب و کامران ہوں گے۔ سورۃ نمبر 89 تا 94 (الفجر، البلد، الشّمس، اللیل، الضحیٰ اور الانشراح) میں مرکزی مضمون آپ کا ہجرت کرنا اور پھر آپ کے مشن کی حتمی کامیابی کا ذکر ہے۔ کہیں اشارۃً، کہیں بالواسطہ اور کہیں بلاواسطہ۔ موجودہ سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ کی طرح سابقہ انبیاء کو بھی اپنے مشن کی خاطر اپنے آبائی گھروں کو خیر باد کہنا پڑا۔

سورۃ العلق (96 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 20 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

اس سورۃ کی ابتدائی پانچ آیات بالاتفاق آپ ﷺ پر غار حرا میں نازل ہونے والی پہلی آیات ہیں جو ماہ رمضان میں، ہجرت مدینہ سے تیرہ سال قبل میں نازل ہوئیں۔ اس تاریخ کا تعین 610 عیسوی بنتا ہے۔ اس لیلۃ القدر کو جب آپ ﷺ غار حرا میں زمین پر لیٹے ہوئے تھے اور گہری غور و فکر میں تھے کہ یہ وحی آپ ﷺ پر نازل ہوئی اور یہ الفاظ آپ ﷺ کی روح تک سرایت کر گئے۔ یہ آیات خدا کے رحم کا پہلا مظہر تھیں جو اس نے اپنے بندوں پر کی (کثیر)۔ اس سورۃ کا اپنی سابقہ سورۃ (التین) سے تعلق یوں ہے کہ سابقہ سورۃ میں یہ بتایا گیا تھا کہ خدا (انسانیت کی) ابتداء سے اپنے رسول اور پیغمبر اپنے پیغام کے ساتھ مبعوث کر رہا ہے۔ سب سے قبل حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے جن کے بعد حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائے اور نبیوں کے ایک تسلسل کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے جو سب سے عظیم المرتبت بنی اسرائیلی نبی تھے اور سب سے آخر پر آپ ﷺ تشریف لائے ہیں۔ موجودہ سورۃ میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کی پیدائش تدریجی ترقی کا نتیجہ ہے، ایسی ہی اس کی روحانی ارتقاء بھی ہوتی ہے۔ وہ انبیاء جن کی سابقہ سورۃ میں مثالیں دی گئی ہیں وہ روحانیت کے مختلف درجوں کی طرف اشارہ ہے مگر آپ ﷺ اپنی ذات میں انسان کی کامل روحانی ارتقاء کی بہترین مثال ہیں۔

سورۃ القدر (97 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 6 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

چند مفسرینِ قرآن کا خیال ہے کہ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی، جو سراسر ایک غلط خیال ہے اور تاریخی حقائق کے برخلاف ہے۔ یہ یقینی طور پر مکی سورۃ ہے اور نبوت کے ابتدائی سالوں میں نازل ہوئی۔ چند ثقہ، مستند اور معزز راویوں جن میں حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابنِ زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ شامل ہیں، کی رائے اس سورۃ کے مکی ہونے میں ہے۔ نوڈلکے نے اس سورۃ کا نزول سورۃ نمبر 93 (الضحیٰ) کے بعد رکھا ہے جو نہایت ابتدائی مکی دور کی سورتوں میں سے ہے۔ سابقہ سورۃ (العلق) اس خدائی حکم سے شروع ہوئی تھی کہ آپ ﷺ قرآن کی تلاوت کریں اور اس کے پیغام کو ساری دنیا تک پہنچائیں۔

موجودہ سورۃ قرآن کریم کے بلند و بالا مقام، عالی مرتبہ اور شان و شوکت پر روشنی ڈالتی ہے جس کا اظہار اس سورۃ کی پہلی آیت سے ہوتا ہے یعنی یہ قرآن لیلۃ القدر میں نازل ہوا (مقدر والی رات میں)۔ اس رات کو قرآن کریم میں دوسری جگہ سورۃ الدخان کی آیت نمبر 4 میں لیلۃ مبارکۃ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس سورۃ کی چھوٹی چھوٹی پانچ آیات ہیں اگر تسمیہ کو نکال دیا جائے، تاہم اس کے معانی اور مضامین بہت گہری روحانی اہمیت کے حامل ہیں۔

سورۃ البیّنۃ (98 ویں سورۃ)

(مدنی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 9 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

علماء نے اس سورۃ کے وقت نزول میں اختلاف کیا ہے۔ ابنِ مردویہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی، جبکہ حضرت ابن عباسؓ کے مطابق یہ ابتدائی مدنی دور کی ہے۔ جملہ تحقیقی پہلوؤں کے مدنظر علماء کی اکثریت اس رائے کے حق میں ہے جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ سابقہ چند سورتوں میں قرآنی وحی کی اہمیت اور اس کی بے نظیر خوبصورتی اور شان و شوکت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ موجودہ سورۃ میں اس عظیم الشان انقلاب کا ذکر ہے جو قرآن کریم کے ذریعہ برپا ہونا تھا۔ بالکل ابتداء میں یہ سورۃ بیان کرتی ہے کہ اہل کتاب اور مشرک تاریکی میں بھٹکے رہتے اور گناہ اور ظلم کی زندگی بسر کرتے رہتے اگر قرآن کریم نازل نہ ہوتا۔ یہ آپ ﷺ کا وجود ہی ہے جس نے ان کو شک اور کفر کے اندھیروں سے باہر نکالا ہے اور ان کو درست عقائد کے راستوں پر چلایا ہے اور نیک اعمال کی ترغیب دی ہے۔

غلام مصباح بلوچ۔ کینیڈا

تعارف صحابہ کرامؓ

حضرت حاجی محمد صدیق صاحب رضی اللہ عنہ۔ پٹیالہ

حضرت حاجی محمد صدیق صاحب رضی اللہ عنہ ولد مکرم اللہ بخش صاحب قوم راجپوت پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔ آپ اندازاً 1867ء میں پیدا ہوئے۔ 1911ء سے لے کر 1947ء تک بسلسلہ ملازمت دہلی میں مقیم رہے اس لیے آپ کے نام کے ساتھ دہلوی بھی لکھا جاتا تھا۔ آپ نے 80 سال کی عمر میں جبکہ آپ بہت ضعیف تھے فریضہ حج بھی ادا کیا اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نہایت متقی، پرہیز گار، عابد زاہد اور صاحب رؤیا و کشوف بزرگ تھے، باجماعت نمازوں اور تہجد کا التزام اور ہر آن ذکر وفکر میں مشغول رہنا آپ کا خاص مشغلہ تھا سلسلہ احمدیہ اور خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے بہت محبت تھی۔

(الفضل 2 فروری 1956ء صفحہ 1,5)

اپنی قبول احمدیت کا ذکر کرتے ہوئے آپ بیان کرتے ہیں:

’’میں اُس خدائے قہار کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل بیان کی صداقت پر اس کی سچائی کے لیے گواہ ہوتا ہوں کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اور جو جھوٹوں پر لعنت وارد کرنے والا ہے۔

غالباً 1900ء (غالباً اس لیے کہ مجھے سَن صحیح طور پر یاد نہیں، کچھ کم و بیش بھی ہوسکتا ہے) کا ذکر ہے کہ حافظ نور محمد صاحب کی تبلیغی گفتگو سے متاثر ہو کر میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بیعت کا خط تحریر کر دیا اور احمدی ہوگیا لیکن بدقسمتی سے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا، عرصہ تو کیا ایک ہفتہ بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ ایک سخت خطرناک ٹھوکر لگی اور وہ یہ کہ احمدی ہوئے مجھے تین ہی دن گزرے تھے کہ بعد نماز مغرب مولوی عبدالصمد صاحب سنوری مرحوم ومغفور سے جن کو موت کے بعد اپنے آقا کی رفاقت کا شرف حاصل ہے اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں، حضرت عزیز کی پیشگوئی کے متعلق کچھ ذکر ہو رہا تھا کہ دوران گفتگو میں میں نے خیال کیا میں مولوی صاحب پر غالب آ گیا ہوں اور یہ کہ حقیقت پیش گوئی کو میں نے پالیا ہے اور نعوذ باللہ مولوی صاحب غلط تاویلات کر رہے ہیں۔ اس خیال کا آنا ہی تھا کہ جوش میں آ کر اور اپنی شامت اعمال کی وجہ سے فسخ بیعت کا زبانی اعلان کر بیٹھا۔ حافظ نور محمد صاحب کو جب اس کا علم ہوا تو بہت افسوس کرنے لگے انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم نے حضرت اقدس کو خدا کے لیے نہ کہ کسی طمع دنیاوی کے لیے مانا ہے لہٰذا اتنی جلدی اچھی نہیں، مجھے استخارہ کرنے کی ہدایت کی اور فرمایا کہ یہ دعا کرو کہ الٰہی اگر یہ سلسلہ سچا ہے تو مجھے بھی اس میں شامل رہنے کی توفیق دے ورنہ اس سے محفوظ رکھ۔ حافظ صاحب کا یہ مشورہ مجھے بہت اچھا معلوم ہوا اور میں نے متواتر تین دن تک استخارہ کیا، تیسرے روز جب عشاء کی نماز سے فراغت پا چکنے کے بعد میں گھر گیا اور حسب معمول جا کر

حضرت حاجی محمد صدیق صاحب رضی اللہ عنہ

سو رہا تو اس شب کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں چارپائی پر چت لیٹا ہوا ہوں کہ اچانک دو آدمی ظاہر ہوتے ہیں ان میں سے ایک تو میرے سرہانے کی طرف بیٹھ گیا اور دوسرا پائینتی پر اور ان دونوں نے کوئی مباحثہ عربی زبان میں شروع کر دیا، ان کی یہ مباحثانہ گفتگو جو عربی میں ہو رہی تھی میں اس وقت کچھ ایسا محسوس کر رہا تھا کہ بالکل ایک مادری زبان کے طور پر اسے سمجھ رہا ہوں اور ان کا یہ مباحثہ بہت دیر تک ہوتا رہا اور جو پائینتی پر بیٹھا ہوا تھا وہ اٹھ کر جانے لگا تو میں نے اس کا بازو پکڑ کر اس کو روک لیا اور اس سے دریافت کیا کہ مرزا صاحب سچے ہیں یا جھوٹے؟ اس پر اُس نے جواب دیا کہ مرزا صاحب سچے ہیں اور میں نے یہ سنتے ہی اس ہاتھ سے اس کو دھکا دیا اور کہا کہ اب آپ جائیے، دوسرا آدمی جو سرہانے کی طرف بیٹھا ہوا تھا، وہیں بیٹھا بیٹھا غائب ہوگیا اور میں فوراً بیدار ہوگیا چنانچہ دوسرے دن میں نے دوبارہ حضور انور کی خدمت میں بیعت کا خط لکھا جس کے جواب میں حضور نے فرمایا ’’ہم نے آپ کی بیعت قبول کی اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے۔‘‘

پس الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ کے پاک مسیح کی دعا کے مطابق میں اس وقت سے لے کر اب تک ثابت قدم رہا اور جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہر قسم کے فتنے سے مجھے محفوظ رکھا۔‘‘

(بشارات رحمانیہ جلد اول صفحہ 208تا209 از عبدالرحمٰن مبشر)

آپ مزید فرماتے ہیں:

’’میں نے حضور کی زیارت 1905ء میں قادیان حاضر ہو کر کی اور مسجد مبارک میں حضور کے ہاتھ پہ دستی بیعت کی، اس کے بعد میں نے دیکھا کہ بیعت کے بعد میری کیفیت یہ ہوگئی کہ جس سوسائٹی میں بیٹھنے سے میں لذت محسوس کرتا تھا اب وہاں پر بیٹھنے سے دل بے حد متنفر ہوگیا اور پھر ان لوگوں کو بھی جو کہ اُس بری سوسائٹی والے تھے انھیں نیکی کی تلقین کرنے لگا اور نمازوں میں لذت اور خشوع خضوع کی حالت پیدا ہوگئی۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضور سیر کو تشریف لے جا رہے تھے، میں بھی ساتھ تھا میں نے عرض کیا کہ اَلتَّحِیَّات میں جو انگلی اٹھائی جاتی ہے اس کا اصل باعث کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے آکر عرب کی کایا کو پلٹا تھا اس لیے یہ جو پانچ وقت نماز کے لیے مقرر ہیں یہ اُس وقت عربوں کے شراب پینے کے اوقات مقررہ تھے، آپؐ نے ان سے شراب چھڑا کر نماز رکھ دی۔ یہ جو انگلی اَلتَّحِیَّات میں اٹھائی جاتی ہے اس کا نام سَبَّابَۃٌ ہے جو سَبَّ سے نکلا ہے عرب لوگ گالی دینے کے وقت اسے اٹھایا کرتے تھے مگر آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ اس انگلی کو گالی دینے کے موقع پر نہیں بلکہ کلمۂ شہادت پڑھتے وقت اٹھاؤ۔

ایک دفعہ سیر کے دوران میں فرمایا کہ چاند سورج کو گرہن لگنا ہماری صداقت کی دلیل ہے، اس پر میں نے عرض کیا کہ حضور اس دفعہ بھی چیت کے مہینہ میں سورج اور چاند کو اکٹھا گرہن ہے، حضور نے فرمایا نہیں، ہماری مراد اس گرہن سے ہے جو رمضان کے مہینے میں مقدر تھا۔‘‘

(رجسٹر روایات صحابہ جلد 15 صفحہ 1-3)

آپ کی قادیان آمد کا ذکر اخبار بدر 17 اگست 1905ء صفحہ 7 پر موجود ہے۔ آپ نے 29 جنوری 1956ء کو بروز اتوار بعمر تقریباً 90سال کراچی میں وفات پائی اور بوجہ موصی (وصیت نمبر 3933) ہونے کے جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو بہشتی مقبرہ ربوہ قطعۂ صحابہ میں دفن کیا گیا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ خیر النساء بیگم صاحبہ نے 31/اکتوبر 1960ء کو راولپنڈی میں وفات پائی اور بوجہ موصیہ (وصیت نمبر 6119) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ (وفات: 13 اپریل 1967ء) بیان کرتے ہیں:

’’..... محترمہ خیر النساء صاحبہ عمر قریباً 74 سال اس بزرگ صحابی کی بیوی تھیں جن کا نام حاجی محمد صدیق صاحبؓ دہلی والے مشہور آرہا ہے، ان کی نسبت نہ معلوم دہلی سے کس طرح ہوگئی کیونکہ حقیقتاً ان کی جائے پیدائش محلہ ڈھک بازار پٹیالہ تھی جہاں انھوں نے چالیس سال سے کچھ زیادہ وقت اپنی زندگی کا گذارا جہاں ان کو احمدیت نصیب ہوئی، جہاں ان کو روحانی حیات نصیب ہوئی، جہاں ان کو وہ سجدے نصیب ہوئے جن کے نتیجے میں بے حد برکات انہیں حاصل ہوئیں، ان کو تضرعات کی بدولت اول اول ایک معمولی سے روزگار کی جو دہلی میں تھا خوشخبری نصیب ہوئی جو ان کے لیے زندگی بخش ثابت ہوئی، دہلی میں پہنچ کر اس قدر فراخی نصیب ہوئی کہ وہ وہیں کے ہوگئے اور دہلوی کہلانے لگ گئے۔

یہ بزرگ بڑی جوانمرد ہستی تھی جو ہستی باری تعالیٰ کے ساتھ دوستانہ تعلق رکھتی تھی، ان کی دلفگار آہوں نے نہ صرف اپنے لیے برکات کو کھینچ لیا بلکہ وہ ہمارے جیسے ناچیزوں کے لیے بھی سبق آموز بنیں۔

مرحومہ اسی محلہ کی لڑکی تھیں جس محلہ میں ہمارا گھر تھا اور یہ اپنی چھوٹی عمر میں ہماری پھوپھی صاحبہ حضرت رحیم النساء صاحبہ کے ہاں قرآن کریم پڑھنے کے لیے آیا کرتی تھیں گویا ہماری پھوپھی صاحبہ سے قرآن کریم پڑھا تھا اور ہمارے خاندان سے احمدیت کا مخفی اثر ان کی روح پر پڑ گیا تھا۔ ادھر مکرم حاجی محمد صدیق صاحب بھی اسی محلہ میں رہتے تھے اور بسا اوقات ہمارے خاندان کے سب سے پرانے احمدی حضرت بھائی محمد یوسف صاحب جن کی بیعت 1894ء کی تھی مناظرہ کرتے رہتے تھے اور احمدیت کی مخالفت میں بہت کچھ زور لگایا کرتے تھے، ایک بار ان کی بحث ہمارے پھوپھا صاحب حکیم رحمت اللہ صاحب سے ہوگئی، ان کے ساتھ مناظرہ میں حاجی صاحب سے کچھ گستاخانہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں نکل گئے، ہمارے پھوپھا صاحب سے جو نہایت شریف اور نجیب انسان تھے اور لڑائی جھگڑے سے کوسوں دور رہنے والے تھے، غصہ کی وجہ سے نہ رہا گیا، انہوں نے جناب حاجی صاحب کے ایک طمانچہ مارا۔ مجھے یاد ہے کہ اس واقعہ کو کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ جناب حاجی صاحب حلقہ بگوش احمدیت ہوگئے۔

حضرت حاجی صاحب ہمارے پھوپھا صاحب سے تربیت یافتہ تھے اور ان کی مرحومہ بیوی ہماری پھوپھی صاحبہ کی زیر تربیت رہی۔ جب آں مرحوم پہلی بار قادیان آئے تو ہمارا چھ اشخاص کا قافلہ تھا

(1) مولوی عبداللہ صاحب عربی پروفیسر

(2) مکرم حافظ نور محمد صاحبؓ سیکرٹری جماعت پٹیالہ

(3) مکرم حاجی محمد صدیق صاحب

(4) مکرم محمد افضل صاحب

(5) مکرم خدا بخش صاحب

(6) خان حشمت اللہ طالب علم۔

مذکورہ بالا نام 17/ اگست 1905ء کے بدر میں درج ہیں۔

اسی کے قریب زمانے میں ان کی شادی مرحومہ سے ہوئی، شادی کے وقت مرحومہ اور ان کے والدین احمدیت کے سخت مخالف تھے مگر حاجی صاحب کی تضرعات نے وہ کرشمہ دکھلایا کہ ماں باپ نے لڑکی حاجی صاحب کے ساتھ بیاہ دی۔ شادی ہوگئی ایک طرف اخراجات کی تنگی، دوسری طرف بیوی کی طرف سے احمدیت کے خلاف ایذا رسانی، سلسلہ کے اخبار اور کتابیں جلا دی تھیں لیکن حاجی صاحب نے لامتناہی سختیاں جھیلیں اور اُف تک نہ کی اور قریبًا پانچ چھ سال اس جوان مردی میں گزارے، آخر اللہ تعالیٰ وہ دن لے آیا کہ ان کی بیوی نے بصدق دل احمدیت کو قبول کرلیا اور پھر وہ اخلاص کا نمونہ دکھلایا جو قابل رشک نمونہ تھا اور خود ہی احمدی نہیں بنیں بلکہ چھ بچوں کی بھی ایسی اعلیٰ تربیت کی کہ احمدیت کے عاشق بن گئے۔

اس جوڑے کو جہاں مال ملا، جہاں نیک اولاد ملی وہاں حج بھی نصیب ہوگیا، ان کی اس خوش بختی کے پیش نظر جہاں ہمیں اپنی بے بضاعتی نظر آتی ہے وہاں شکر بھی پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے دو بزرگوں کی خدمت کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ ہر دو پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ان کی اولاد پر بھی فضل و رحم کا سلسلہ جاری رکھے، آمین۔''

(الفضل 10/ نومبر 1960ء صفحہ 4)

اولاد میں چار بیٹے مکرم شیخ حفیظ الٰہی صاحب، مکرم شیخ عبدالرحمٰن صاحب، مکرم شیخ محمد رمضان صاحب، مکرم شیخ احمد دین صاحب (وفات 21 جون 1965ء۔ مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) اور تین بیٹیاں تھیں۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''اس ذکر سے میری دو غرضیں ہیں۔ ایک یہ کہ اپنی جماعت کا ایمان بڑھے اور انہیں وہی ذوق اور سرور حاصل ہو جو یہاں کے خوش قسمت حاضرین کو اس گھڑی حاصل ہوا اور انہوں نے سچے دل سے اعتراف کیا کہ ان کو نیا ایمان ملا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ منکرین اور بدظن اس علی بصیرت قسم پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور سوچیں کہ متعمد، کذّاب اور مفتری مختلق کی یہ شان اور اسے یہ جرأت ہوسکتی ہے کہ ذوالجلال خدا کی ایسی اور اس طرح اور ایسے مجمع میں قسم کھائے؟ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 326-327۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر افراد جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے ایک موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رَٹ لئے جاویں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیۂ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے۔'' (یعنی یہ سمجھو کہ تزکیۂ نفس کیا چیز ہے پھر اپنے اوپر لاگو بھی کرو۔) ''ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اسی پر بس نہیں ہے۔ یہ تو ایک غلطی تھی جس کی ہم نے اصلاح کر دی۔ لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دُور ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو اور بالکل ایک نئے انسان بن جاؤ۔ اس لئے ہر ایک کو تم میں سے ضروری ہے کہ وہ اس راز کو سمجھے اور ایسی تبدیلی کرے کہ وہ کہہ سکے کہ مَیں اور ہوں۔'' آپ فرماتے ہیں: ''میں پھر کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً جب تک ایک مدت تک ہماری صحبت میں نہیں رہ کر کوئی یہ نہ سمجھے کہ مَیں اَور ہوگیا ہوں، اُسے فائدہ نہیں پہنچتا۔'' فرمایا ''فطرت اور عقلی حالت اور جذبات کی حالت میں اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل ہو جاوے تو کچھ بات ہے۔ ورنہ کچھ بھی نہیں۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 72-73۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ نے فرمایا کہ ''اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بیشمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں۔'' (آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرمایا۔) ''وہ وقت تم نے پا لیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے میں رُک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاحِ خَلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔ میں اُس طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح سے وہ شخص بعد کلیم اللہ مردِ خدا کے بھیجا گیا تھا جس کی روح ہیرو ڈیس کے عہد حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ سو جب دوسرا کلیم اللہ جو حقیقت میں سب سے پہلا اور سیّد الانبیاء ہے دوسرے فرعونوں کی سرکوبی کے لئے آیا جس کے حق میں ہے اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (المزمل:16) تو اس کو بھی جو اپنی کارروائیوں میں کلیم اوّل کا مثیل مگر رتبہ میں اس سے بزرگ تر تھا ایک مثیل المسیح کا وعدہ دیا گیا اور وہ مثیل المسیح قوت اور طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم کی پا کر اُسی زمانے کی مانند اور اسی مدت کے قریب قریب جو کلیم اوّل کے زمانہ سے مسیح ابن مریم کے زمانہ تک تھی یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اترا۔ اور وہ اترنا روحانی طور پر تھا جیسا کہ مکمل لوگوں کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نزول ہوتا ہے۔ اور سب باتوں میں اُسی زمانہ کے ہمشکل زمانہ میں اُترا جو مسیح ابن مریم کے اترنے کا زمانہ تھا تا سمجھنے والوں کے لئے نشان ہو۔ پس ہر ایک کو چاہئے کہ اس سے انکار کرنے میں جلدی نہ کرے تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ٹھہرے۔ دنیا کے لوگ جو تاریک خیال اور اپنے پرانے تصورات پر جمے ہوئے ہیں وہ اس کو قبول نہیں کریں گے مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو اُن کی غلطی ان پر ظاہر کر دے گا۔'' دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہیں کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔''

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 7 تا 9)

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے آنے والے مسیح موعود کو مان لیا اور بیعت کے ساتھ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور قرآنی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے کا عہد کیا اور ان لوگوں میں شامل ہوئے جو شکر کے سجدات بجالانے والے ہیں نہ کہ نظریں پھیر کر گزر جانے والے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل اور احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں پیدا کیا جب مسیح موعود کا ظہور ہوا اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوا اور وہ اندھیرا زمانہ گزر گیا جس میں پہلے لوگ پڑے ہوئے تھے۔ وہ زمانہ جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا زمانہ تھا ہم اس میں پیدا ہوئے جس کے انتظار میں بیشمار سعید روحیں اس دنیا سے چلی گئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں اس خدا سے ملایا جو زندہ خدا ہے۔ جو آج بھی سنتا ہے اور بولتا ہے جیسے پہلے سنتا اور بولتا تھا۔ پس ہمیں شکر گزاری کرنی چاہئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 مارچ 2016ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ اُردو سیکھیں

سبق نمبر 9

آج ہم اردو زبان کے بعض ایسے الفاظ پر بحث کریں گے جو زبان میں تسلسل پیدا کرتے ہوئے فقرات کو باہم جوڑ دیتے ہیں۔ ان الفاظ کی وجہ سے تحریر یا گفتگو کا ربط باوجود انکار، تضاد یا اختلافِ رائے کے ٹوٹنے سے بچ جاتا ہے۔ اس سلسلے کا پہلا لفظ ہے

The reason is that/ because ....کیونکہ

اردو زبان میں اس لفظ کا استعمال تحریر و تقریر میں اس وقت کیا جاتا ہے جب کسی بات کی وجہ پیش کی جاتی ہے مثلاً میں اسے معاف نہیں کرسکتا کیونکہ اس طرح اس کی اصلاح نہیں ہو پائے گی۔

بعض اوقات اس کا استعمال کسی واقعہ کی سادہ وجہ بیان کرنے کے لیے بھی کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ کوڈ 19 کا حفاظتی ٹیکہ لگوانے میں سستی کررہے ہیں کیونکہ وہ قطار میں لگ کر انتظار کرنے سے گھبراتے ہیں۔

Since/ because/ therefore چونکہ

یہ لفظ بھی کم و بیش کیونکہ کے معنے ہی دیتا ہے مگر یہ کیونکہ کے برعکس فقرے کے شروع میں آتا ہے۔ جیسے

چونکہ وبا کا خطرہ ٹلا نہیں اس لیے احتیاط بہرحال کرنی چاہیے

Thus/ Hence/ Therefore/ for instance/ so

accordinglyچنانچہ

یہ لفظ نتیجہ نکالتے ہوئے استعمال ہوتا۔ اور اس کے استعمال سے پہلے جن حقائق کی بنیاد پر نتیجہ نکالا جاتا ہے ان کی تفصیل بیان کردی جاتی ہے۔

چنانچہ حالات کا جائزہ لینے کے بعد کھیل کو موخر کرنے کا فیصلہ لیا گیا۔

چنانچہ، اسکے لیے آپ جیسے قابل افراد کو آگے آنا ہوگا تاکہ آپ ان چیزوں کا مطالعہ کریں، اور دیگر لوگوں کو بھی ان میں شامل کریں۔ اور یقیناً آپ انکا حل نکالنے میں کافی مددگار ثابت ہورہے ہیں۔

لہٰذا

یہ لفظ بھی نتیجہ نکالنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ تحقیقی اور تنقیدی تحریر میں اس کا استعمال کثرت سے کیا جاتا ہے۔ علم فلسفہ و منطق میں بھی یہ لفظ استعمال ہوتا۔

مثلاً

انسان فانی ہے۔ زید انسان ہے، لہٰذا زید فانی ہے۔

ان اسباق کو سادہ اور عام فہم رکھا گیا ہے اسلیے تفصیل میں جانے سے اعراض کیا گیا ہے۔ یعنی تفصیل بیان نہیں کی گئی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ والدین کو گھر پہ بچوں کا اردو سکھانے کے لیے کچھ رہنما اصول اور مواد مل سکے جدید اردو زبان میں بہت سے الفاظ کا استعمال تقریباً نہ ہونے کے برابر رہ گیا ہے۔

بہرحال

یہ لفظ بھی کسی معاملے کی سنجیدہ نوعیت بیان کرنے کے بعد قانونِ فطرت کے اصولوں اور عالمگیر سچائیوں کو بیان کرنے کے استعمال ہوتا ہے۔

لوگوں کی کثیر تعداد غیر محتاط ہے۔ بہرحال جنہیں سمجھ ہے ان کو تو وبا کے وقت میں احتیاط کرنا ہوگی۔

کوئی کرے یا نہ کرے ایک احمدی کو تو بہرحال مالی قربانی کرنی ہوگی۔

گو، گویا، اگرچہ، ہر چند

یہ تمام الفاظ تقریباً ہم معنیٰ ہیں اور ان کو اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب جزوی طور پر اثر انداز ہونے والی بات کا اعتراف کرنا ہو مگر جزوی طور پر اثر نہ ہونے کا اظہار بھی کرنا ہو۔

جیسے

گو یہ شہر ثقافتی لحاظ سے خاصہ متحرک ہے مگر بیروزگاری کی شرح آسمان کو چھورہی ہے۔

تم نے میری بات گویا سنی ہی نہیں۔ میں نے تو بہرحال اپنا فرض ادا کردیا تھا۔

ہر چند کا استعمال پرانی ادبی تحریروں اور اشعار میں ہی ملتا ہے۔

سادہ الفاظ میں اس کا مطلب ہے کہ جتنا مرضی، کتنا ہی۔ کتنی ہی، چاہے جتنا بھی وغیرہ

کرے سعی ہر چند سارا زمانہ
نہیں دل کی قسمت میں آرام پانا
(نقوش مانی)

یعنی چاہے سارا زمانہ کوشش کرلے میرے دل کی قسمت میں آرام نہیں۔

گرچہ

اس کے عام فہم معنیٰ ہیں درحقیقت، اصل میں، سچ تو یہ ہے کہ وغیرہ

گرچہ کوئی بھی اندھا نہیں تھا
لکھا دیوار کا پڑھتا نہیں تھا

یعنی شاعر کے نزدیک لوگ اندھے نہیں تھے مگر غفلت کا شکار تھے اور اپنے اعمال کے لازمی نتائج سے لاپرواہ تھے۔

بقیہ: دربارِ خلافت..... از صفحہ 2

سکتے ہیں۔ پس قرآنِ کریم کو پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کے حکموں پر غور کرنے کی عادت ڈالیں۔ آج مختصر وقت میں تمام احکامات کی تفصیلات تو آپ کے سامنے نہیں رکھ سکتا، جیسا کہ میں نے کہا خود ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور یہ تبھی ہوگا جب قرآن کریم کی ہر گھر میں باقاعدہ تلاوت بھی ہو، اُس کو سمجھنے کی کوشش بھی ہو اور اُس پر عمل کرنے کی کوشش بھی ہو۔ بچوں کی بھی نگرانی ہو کہ وہ نمازوں کی طرف بھی توجہ دے رہے ہیں، قرآن کریم کو پڑھنے کی طرف بھی توجہ دے رہے ہیں۔ ہر احمدی کو جس کا ایمان لانے کا دعویٰ ہے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایمان کا دعویٰ تبھی مکمل ہوتا ہے جب یومِ آخرت پر بھی ایمان ہو اور یقین ہو اور یہ واضح ہو کہ مرنے کے بعد کی ایک زندگی ہے جس میں اس دنیا کے کئے گئے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ جہاں آخری فیصلہ ہوگا، جہاں جزا سزا کا فیصلہ ہوگا۔

پس اللہ تعالیٰ نے مساجد آباد کرنے والوں کی یہ نشانی بھی بتائی ہے کہ اُن کو آخرت پر بھی ایمان ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد کی زندگی اور وہاں حساب کتاب کو بھی وہ برحق سمجھتے ہیں اور جب برحق سمجھتے ہیں تو جہاں مسجد میں عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کے باقی احکامات پر بھی عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں، اُس کے انعامات کے وارث بنیں۔ اور پھر فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ پر ایمان کامل ہوگا، اس یقین پر انسان قائم ہوگا کہ آخرت کے سوال جواب سے بھی گزرنا پڑنا ہے تو پھر انسان خالص ہوکر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے گا۔ اپنی تمام تر توجہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی عبادت کرے گا اور حدیث میں آیا ہے کہ بہترین عبادت نماز ہے۔

(جامع الاحادیث از جلال الدین سیوطی باب الھمزۃ مع الفاء جلد 5 صفحہ 186 حدیث نمبر 3952 بحوالہ المکتبۃ الشاملۃ CD)

جب مومنین کی جماعت نماز کے لئے جمع ہوتی ہے تو پھر جہاں خدا تعالیٰ کی وحدت کا اظہار ہورہا ہوتا ہے وہاں ایک دوسرے کے لئے نیک جذبات اور جماعتی وابستگی اور وحدت کا بھی اظہار ہورہا ہوتا ہے۔ پھر اُن تمام نیک اعمال بجالانے کی طرف بھی توجہ جاتی ہے جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حق سے ہے یا اُس کی مخلوق کے حق سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پھیلانے کا حق ادا کرنے کے لئے اور مخلوق کا حق ادا کرنے کے لئے کیونکہ ہمیشہ وسائل کی ضرورت ہے اس لئے مساجد آباد کرنے والوں کے عملوں کے ذکر میں یہ اہم بات بھی اللہ تعالیٰ نے ذکر فرما دی کہ وہ زکوۃ دینے والے ہوتے ہیں، مالی قربانی کرنے والے ہوتے ہیں۔ اپنے مال کو اپنے تک محدود نہیں رکھتے بلکہ دین اور مخلوق کے حق کی ادائیگی کے لئے اپنے مالوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہاں زکوۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے اور قرآن کریم میں دوسرے کئی مقامات پر نماز کے قیام کے ساتھ عمومی مالی قربانی کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ جہاں دینی ضروریات پوری ہوتی ہوں وہاں محروم طبقہ کی ضرورت بھی پوری ہو رہی ہو۔

پس مسجدیں اور اُنہیں آباد کرنے والے وہ لوگ ہیں جن کا اُٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوتا ہے۔ اُن کے دل میں خدا کا خوف اور خشیت ہوتی ہے۔ اُس پیار کی وجہ سے جو اُنہیں خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے اور پھر یہ خوف اور خشیت مزید نیکیوں کی طرف لے جارہی ہوتی ہے۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں اور جنہیں اللہ تعالیٰ ہدایت یافتوں میں شمار کرتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 30 ستمبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

بشارت احمد شاہد ۔ مبلغ سلسلہ و صدر جماعت لٹویا

جماعت احمدیہ لٹویا کی خدمت انسانیّت

آجکل پوری دنیا کو کرونا جیسی ہلاکت خیز وبانے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے جس کے نتیجہ میں ہر ملک اور ہر قوم کے لوگ بُری طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ خاص طور پر بعض چھوٹے اور غریب ممالک کے عوام کے معاشی حالات مشکلات کا شکار ہیں جس کی وجہ سے کئی خاندانوں کے لئے اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے روزمرّہ کی اشیائے خوردونوش کا حصول بھی ایک بڑا سنگین مسئلہ بنتا چلا جارہا ہے۔ ایسے میں دُکھی اور پریشان حال مخلوق خدا کے دُکھ درد بانٹنے کے لئے جماعت احمدیہ مسلمہ مُلک مُلک، شہر شہر اور قریہ قریہ مخلصانہ کوشش کر رہی ہے۔ بہت سے دوسرے ممالک کی طرح جماعت احمدیہ لٹویا بھی حسب استطاعت خدمت خلق اور خدمت انسانیّت کے میدان میں پیش پیش ہے۔ اگرچہ جماعت احمدیہ لٹویا اپنے قیام کے لحاظ سے ابھی بالکل نئی ہے مگر آہستہ آہستہ ”مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است“ کی عظیم شاہراہ پر گامزن ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

گذشتہ چند ماہ کے دوران لٹویا کے دارالحکومت Riga سے تقریبًا 50 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع In ukalns کے علاقے میں اس علاقے کی ایک مشہور سوشل ورکر محترمہ Ligita Steina صاحبہ کے تعاون سے 2 غیر مسلم فیملیز کو اُن کے خستہ حال مکانات کی مرمت کے لئے تعمیراتی میٹریل فراہم کیا گیا۔ اسی طرح آس پاس کے مختلف دیہات میں جا کر 6 غیر مسلم فیملیز کو راشن مہیّا کیا گیا جس میں خوردنی تیل، آٹا، چینی، دودھ دہی، بسکٹ وغیرہ شامل تھے۔ ان کے بچوں کو چاکلیٹ بھی دی گئیں۔ اس پر محترمہ Ligita Steina صاحبہ نے کچھ تصاویر اپنے فیس بک Page پر شیئر کرتے ہوئے Latvian زبان میں لکھا:

”یقین جانیں کہ معجزہ ہوا ہے۔۔۔ یہ کرسمس کا وقت ہے۔۔۔ Sindija اور Andra فیملی جن کے تین بچے ہیں کو تعمیراتی میٹریل مہیّا کیا گیا ہے، اب اُن کا گھر گرم ہو جائے گا (یاد رہے کہ یہاں سردیوں میں بہت برف باری ہوتی ہے اور شدید سردی ہو جاتی ہے)۔ ہم ”ایسوسی ایشن احمدیہ مسلم جماعت لٹویا“ کے پیارے ممبران کا شکریہ ادا کرتے ہیں“۔

اس کے کچھ عرصہ بعد لٹویا کی ایک مقامی فلاحی تنظیم Labdaribas lapa کے ذریعہ 10 فیملیز کو راش مہیّا کیا گیا۔ ان فیملیز کے لئے تیار کئے گئے Food باکسز میں خوردنی تیل، آٹا، چاول، چینی، نمک، corn flakes، سوجی، مکرونی، چائے وغیرہ روزمرّہ استعمال کی اشیاء شامل تھیں۔ چند روز بعد اس فلاحی تنظیم نے ان الفاظ میں جماعت احمدیہ لٹویا کا شکریہ ادا کیا:

”ہم ایسوسی ایشن احمدیہ مسلم جماعت لٹویا کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو انہوں نے Labdaribas lapa تنظیم کو ڈونیشن دی ہے۔ آپ کی طرف سے دی گئی امداد لٹویا کے بچوں والے ضرورت مند اور مستحق خاندانوں کے لئے بہت اہم ہے“۔

گذشتہ ماہ دوبارہ In ukalns کے علاقہ میں واقع مختلف دیہات میں جا کر مزید 6 غیر مسلم فیملیز کو راشن (خوردنی تیل، آٹا، چاول، چینی، دودھ دہی، چائے، کافی، گوشت، پھل وغیرہ) مہیّا کیا گیا۔ جب ان لوگوں کو راشن دیا گیا تو خوشی و ممنونیّت اُن کے چہروں سے چھلک رہی تھی اور بار بار شکریہ ادا کر رہے تھے۔ ان میں سے بعض بڑی حیرت کا اظہار کر رہے تھے کہ مسلمان لوگ غیر مسلموں کی مدد کر رہے ہیں۔ ایک دو فیملی کے بچوں نے فورًا کاغذ پر دل کا نشان بنا کر نیچے لکھا کہ ”ان تحائف کے لئے آپ کا شکریہ، ہم آپ لوگوں سے محبّت کرتے ہیں“۔ اسی طرح محترمہ Ligita Steina صاحبہ نے اس موقع کی بعض تصاویر بھی اپنے فیس بک Page

پرشیئر کیں اور لکھا:

’’ان تحائف کے لئے میں بہت خوش ہوں اور’’ایسو سی ایشن احمدیہ مسلم جماعت لٹویا‘‘ کے مخلص ممبران کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ In ukalns کے علاقے کی بعض فیملیز نے فوڈ باکسز وصول کئے ہیں جو اُن کی روزمرہ زندگی میں کچھ آسانی پیدا کرنے کا باعث بنیں گے۔ ان تحائف کے موقع پر بچوں نے greeting کارڈ بنا کر پیش کئے‘‘۔

یہاں ایک دلچسپ بات کا ذکر کر دوں کہ جب ہم سُپر سٹور سے سامان خرید رہے تھے تو کاؤنٹر پر بیٹھے ایک بڑی عمر کے Latvian آدمی نے پوچھا کہ اتنا زیادہ سامان آپ لوگ کیوں خرید رہے ہیں؟ ہم نے جواباً کہا کہ ضرورت مند لوگوں کی امداد کے لئے خرید رہے ہیں۔ اس پر ہم جماعت کا مختصر تعارف کروایا تو انہوں نے کہا کہ آپ لوگ صرف مسلمانوں کی امداد کرتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ نہیں ہم بلا تفریق مذہب وملّت اور رنگ ونسل سب کی مدد کرتے ہیں۔ ہمارا جواب سن کر وہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ پھر ہم نے اسلام احمدیّت کا مزید تعارف کروانے کے لئے اُن کو لٹوین زبان میں جماعت کو لٹریچر دیا جسے انہوں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے قبول کرلیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام احمدیّت کا پیغام پہنچانے کا موقع بھی مل گیا۔ الحمد للہ

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ مسلمہ لٹویا کی ان کاوشوں کو قبول فرمائے اور جماعت کو زیادہ سے زیادہ توفیق دے کہ وہ دُکھی انسانیت کے دُکھ درد بانٹ سکے۔ آمین

اعلانِ وفات

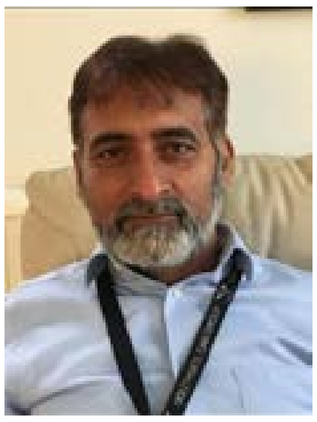

محترم سلیم اللہ خان یہ افسوسناک اطلاع دیتے ہیں:

محترم رانا عبد الوحید حرکتِ قلب بند ہونے کے سبب مورخہ 1 2 جون 2021ء بروز جمعہ وفات پا گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ آپ نہ صرف خود موصی تھے بلکہ اپنے تمام اہل خانہ کو بھی اس بابرکت نظام میں شامل کروایا تھا۔ آپ ہمیشہ خدمتِ دین کے لئے تیار رہتے تھے۔ جرمنی میں اپنے حلقہ کے سیکرٹری مال رہے اور لندن شفٹ ہونے کے بعد گزشتہ تقریباً دس سال سے دورانِ رمضان بیت الفضل لندن میں افطاری کا انتظام و انصرام بہت ہی عمدہ انداز میں کرتے تھے۔ آپ وفات تک حلقہ بیت الفضل کے سیکریٹری مال، ضیافت اور مُنتظم مال رہے۔ آپ کی نمازِ جنازہ مورخہ 2 جولائی 2021ء بروز جمعہ بوقت 11 بجے گوڈالمنگ قبرستان میں ادا کی گئی۔ (ادارہ کی طرف سے تعزیت قبول کریں)

آج کی دعا

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۷﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۸﴾

(سورۃ نوح:27-28)

ترجمہ:

(اور نوح نے کہا) اے میرے ربّ! کافروں میں سے کسی کو زمین پر بستا ہوا نہ رہنے دے۔ یقیناً اگر تُو ان کو چھوڑ دے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور بدکار اور سخت ناشکرے کے سوا کسی کو جنم نہیں دیں گے۔

یہ حضرت نوح علیہ السلام کی دشمنوں کے خلاف دعا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے خدائی حکم کے مطابق کامل طور پر اپنی قوم کو خدائے حق کا پیغام پہنچایا اور انکے مسلسل انکار پر انہیں سمجھایا۔ مگر وہ انکار و مخالفت سے باز نہ آئے۔ جب حضرت نوحؑ کو یہ یقین ہوگیا کہ اب یہ قوم بات نہ مانے گی اور تباہی ہی انکا مقدر ہے تو آپؑ نے انکے خلاف یہ دعا کی۔ چنانچہ آپ نے خدائی حکم کے مطابق کشتی تیار کی اور اپنے متبعین کے ساتھ اس میں سوار ہوگئے۔ اللہ نے آپؑ کو اور آپ کے ماننے والوں کو محفوظ رکھا اور مخالفوں کی خلاف آپ کی دعاؤں کو سنتے ہوئے انہیں تباہ کر دیا۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ایڈیٹر کے نام خطوط

☆مکرم زاہد محمود لکھتے ہیں:

سارا اخبار ہی مزے دار تھا لیکن اساتذہ کے متعلق آپ کی تحریر کی بات الگ تھی۔ میں ایک تو ہمیشہ سے آپ کی تحریر پڑھنے کا مشتاق ہوں۔ دوسرے جن اساتذہ کا ذکر تھا ان میں سے اکثریت سے مانوس ہوں اور کچھ میرے اساتذہ بھی ہیں اور بعض سے ملاقات تھی۔

آپ کے لئے بھی دعا کی اور ان بزرگوں کے لئے بھی۔

ایک تحریر بہت سال سے لکھ رکھی ہے جن میں اپنے اساتذہ کا ذکر کیا تھا۔سوچ رہا ہوں چھپوانے بھجوا دوں۔ اگر معیار کے مطابق ہوئی تو شائع ہو جائے گی۔

☆مکرم عبد الستار خان مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں:

آپکا اداریہ۔ ’’ہمارے شفیق اساتذہ‘‘ پڑھ کر اپنے قابل صد احترام اور بزرگ اساتذہ کی یاد تازہ ہوگئی۔ان مشفق اور محسن بزرگوں کے لئے بے اختیار دعا نکلی۔آنمکرم نے نہائت احسن انداز میں بزرگ اساتذہ کی شفقتوں،حسن اخلاق اور انکے حسن تربیت کے مختلف پہلوؤں کو جس سادہ اور مؤثر انداز میں بیان کی ہے اسے پڑھ کر آپ کے لئے بھی دل کی گہرائیوں سے دعا نکلی کہ خدا کرے زور قلم اور زیادہ ہو۔

☆مکرم طاہر احمد فن لینڈ سے لکھتے ہیں:

آج کے اخبار میں آپ کی تحریر بعنوان ’’ماں کی جائے نماز‘‘ پڑھی جو آپ نے محترم شمشاد ناصر صاحب کی بھجوائی کسی کی نظم پر لکھی ہے۔

اس تحریر کو پڑھ کر ایک وہ بچپن کا زمانہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا جب اپنے بزرگوں کو اکثر جائے نماز پر دیکھا۔۔ نانی جان مرحومہ کا جائے نماز، دادی جان مرحومہ کا جائے نماز اور پھر امی کا (اللہ صحت و عمر میں برکت دے)۔۔۔سب مخصوص ہوتے تھے اور ہمیں چھوٹے ہونے کے باوجود ان سے ایک انس اور لگاؤ تھا اور ایک احترام کا احساس ہوتا تھا کہ یہ تو ان بزرگ کا جائے نماز ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو یادیں تازہ کرنے پر جزاء دے آمین۔

☆مکرمہ زاہدہ راحت بریمٹن کینیڈا سے لکھتی ہیں:

الفضل آن لائن کی کامیاب اشاعت کی مبارکباد قبول کیجیے۔ ماشا اللہ بہت اعلیٰ معیار ہے اور دن بدن ترقی کی منازل کی طرف گامزن ہے۔ یہ تمام کامیابیاں اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہو رہی ہیں اور خلافت احمدیہ کی اطاعت اور برکات کا ثمر ہیں۔ الحمد و اللہ۔

ایک اور خاص بات ہے کہ آپ کے تمام لکھنے والے بہت با ذوق رائٹرز اور شاعر ہیں۔

’’سلطان القلم کی اک سپاہی‘‘ خاص طور پر قابل ذکر ہیں محترمہ امتہ الباری ناصر صاحبہ امریکہ سے۔ تمام مضامین اور نظمیں لا جواب ہوتی ہیں۔ ماشا اللہ۔

☆مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب، سسکاٹون کینیڈا سے لکھتی ہیں:

روزنامہ الفضل 5جولائی میں ’’چھوٹی مگر سبق آموز بات‘‘ میں آپ نے بہت اچھی بات کی طرف توجہ دلائی کہ اسلامی اصطلاحات کو پورا استعمال کرنا چاہیے۔ جزاکمَ اللہُ سے مجھے یاد آیا کہ جس طرح سے بعض لوگوں نے جَزاکم اللہُ کی abbreviation بنائی ہوئی ہے، اسی طرح سے پیغامات اور ای میل لکھتے ہوئے پورا السلام علیکم لکھنے کی بجائے AOA لکھا ہوتا ہے۔حالانکہ یہ بہت ہی خوبصورت دعا ہے جو اسلام نے ہمیں سکھائی ہے اور ہمیں اس دعا کو اس کی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

والدین کی نافرمانی

والدین کی اطاعت اور خدمت کا فریضہ حقوق العباد میں غالباً دنیا کا سب سے مقدس حق قرار دیا گیا ہے۔ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ باپ کی خوشی میں خدا کی خوشی اور باپ کی ناراضگی میں خدا کی ناراضگی ہے۔اولاد پر ماں باپ کے احسانوں کے بدلہ میں قرآن نے یہ دعا سکھلا دی:

وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا۔

(بنی اسرائیل: 25)

ترجمہ:اور تو کہہ کہ اے میرے رب! تو میرے ماں باپ سے اسی طرح رحم کا سلوک کرنا جیسا کہ انہوں نے میری پرورش میں محبت اور رحم کا سلوک کیا۔

آج کل والدین کا احترام نئی نسلوں میں ختم ہوتا جا رہا ہے اور بڑھاپے میں ان کی خدمت ایک بوجھ سمجھی جاتی ہے جو معاشرے میں بگاڑ کے ساتھ ایک بہت بڑے گناہ کا باعث ہے۔ تربیت کے میدان میں اس کی طرف خصوصاً توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

مرسلہ: ناصرہ احمد۔کینیڈا

15جولائی 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	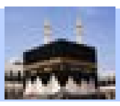	04:21	19:06
مدینہ منورہ	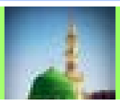	04:13	19:13
قادیان	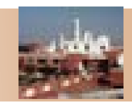	03:57	19:35
ربوہ	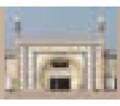	03:37	19:15
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:36	21:12